

نور افشاں

قیمت سالیانہ بلا محصول ع۱۲ — حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی — قیمت سالیانہ معہ محصول ۱۳ے

نمبر ۴۶ - جلد ۳ — لودیانہ ۱۸ - نومبر ۱۸۷۵ء — قیمت فی پرچہ ۶ پائی

اشتہار

منجانب

صاحبان ہل اور ہیتھ ایجنٹان تجارت بیرونی

مقام لنڈن نمبر ۳ چیپ سیڈ

واضح رہے کہ مسٹر سوتھر صاحب نے بمقام لنڈن نمبر ۳ چیپ سیڈ میں بڑی رونق اور کامیابی کے ساتھ کئی سال سے کاروبار تجارت مال برآمد جاری رکھا فی الحال صاحبان ہل اور ہیتھ انکے قایمقام ہوکر پادری صاحبان و دیگر صاحبان ہندوستانی و یورپین کی خدمت میں جنہیں لنڈن سے کچھ اسباب منگانیکی ضرورت ہو فرمایش کے لئے التماس کرتے ہیں۔ صاحبان ہل اور ہیتھ نے مدت سے اشیا کی خرید و فروخت میں کامل تجربہ حاصل کیا ہی اور ہمیشہ عمدہ و نادر اشیا کو حتی الامکان ارزان قیمت پر بھیجنے میں سعی و کوشش کرتے رہے ہیں اور ہر قسم کا اسباب خرید کر بحفاظت تمام بند کرکے مشتریانکی خدمت میں دیار و امصار میں بھیجتے ہیں جس سے کرایہ و دیگر اخراجات میں بڑی کفایت ہوتی ہی پادری صاحبان سے کچھ کمیشن بھی نہیں لیتے ہیں مناسب ہی کہ جو صاحبان جدید جس قدر اسباب طلب فرماویں قیمت اُسکی ہمراہ اپنی درخواست کے بھیجدیں یا کسی ایجنٹ مقیم لنڈن کے نام ہنڈوی روانہ فرماویں جو ہنگام پیش کرنے فرد قیمت اسباب کے زر قیمت ادا کریں۔

صاحبان ہل اور ہیتھ امریکن پادری صاحبان مقیم لودیانہ اور ارکاٹ اور دیلورا اور بیروٹ اور قسطنطینہ کے ایجنٹ ہیں۔ جو صاحب کچھ دریافت کرنا چاہیں صاحب مہتمم نورافشاں سے دریافت کرسکتے ہیں۔

نیکبخت وہ آدمی ہو اے راہ
اور سیکھے شریعت کی راہ
تو اُسے بخشیگا آرام
اور اُس کے دشمن کو تمام

کہ جس کی ہو تادیب
تو جسے دے ترغیب
جب اُس پر ہو عذاب
دباویگا شتاب

بقیہ - صبح کا بھولا شام کو لوٹتا

بختیار کی ملاقات ایک پوچ کے ساتھ

اور دو چار روز ہوئے اُس دھوڑی فروش کی دکان پر بیٹھے ہوئے عیسیٰ موسیٰ کی باتیں کرتا تھا کہو تو ان باتوں سے تمہیں کیا فائیدہ ملتا ہی۔ یہہ محض افسانے ہیں اور بیعقلونکے ٹھگنے کے بہانے ہمسے پوچھو تو ہم خدا کے بھی قایل نہیں اور اُسکو اُس پیپل کے بھوت سے زیادہ نہیں مانتے جو کبھی کبھی ماں باپ اپنے نادان بچونکے ڈرانیکے لئے ایک فرضی شے مقرر کرلیا کرتے ہیں۔ ہندو مسلمان وغیرہ جو مذہب کی رسی سے جکڑے ہوئے ہیں وہ خدا کو سب چیز کا کرتا یعنے فاعل مانتے ہیں مگر ہم اربعہ عناصر کو آدمی اور اُنہیں کی ترکیب کو سب پیدایش دنیا سمجھتے ہیں بھلا تم ہی بتلاؤ اگر کوئی رحمان اور رحیم خدا اس دنیا کا بانی یا محافظ ہوتا تو یہہ سب خرابی اور برائی دکھ اور مصیبت ظلم اور بے انصافی تنگی اور

ترشی جو کسی وقت دنیا سے علیحدہ نہیں نظر آتیں کیوں ہونے پاتیں اور اگر اُس معبود کو یہہ منظور تھا کہ ہر کوئی مجھکو مانے اور میری ہی پرستش کرے تو پھر چاند سورج کی طرح کیوں نہ پرگھٹ ہوا پرگھٹ ہونے میں کسکا خوف تھا جو چھپے چھپائے رہنا منظور کیا اور ناحق اپنے بندونکو دنیا کی ابتدا سے آج تک اپنی تلاش میں متواحش کر رکھا ہو کسیکو پتہ نہیں لگتا کہ آسمان کے اوپر ہی یا زمین کے نیچے بھائی اگر کوئی شخص حضرت عقل کیخدمت بابرکت میں رہکر اُسکی ہدایت سے چندے غور کرے تو جھٹ معلوم کر لیگا کہ خدا کچھ بھی نہیں اور کہیں نہیں ہی ایک آدمی اپنے اپنے اعمال کا بھوگ بھوگتا ہی اگر تدبیر سے چلا تو بنا رہا ورنہ بگڑا بگڑا بگڑا۔ جان اور جسم کچھ دو چیزیں نہیں ہیں بلکہ دونوں ایک ہی اصل اور ایک ہی خاصیت کی ہیں وہی مٹی کی مٹی دیکھ لو کبھی کسیکی روح نے جسم سے علیحدہ ہونے کے بعد پھر بھی اگر گواہی دی ہی کہ میں زندہ اور پائندہ ہوں اور یہہ مسئلے جو تم لوگ کرتے پھرتے ہو کہ ایک قیامت ہوگی اور وہاں عدالت ہوگی خدا عادل بنیگا اور روحونکی عدالت کریگا کسیکو مجرم ٹھہرا کر دوزخ کے جیل خانہ میں بھیجیگا اور کسیکو بری کرکے باغ بہشت کی سیر دکھائیگا یہہ سب بناوٹ کی باتیں ہیں اور اُنکو محض وہی لوگ مانتے ہیں جو اپنی عقل نہ رکھنے کے باعث صرف مانگے کی عقل پر چلتے ہیں اور جو شکم مادر سے عقل لیکر پیدا ہوتے ہیں وہ اِن باتونکو محض پوچ اور لچر سمجھتے ہیں۔ بختیار جو گویا سوچ کے گڑھے میں پڑا ہوا اِن سب باتونکو سن رہا تھا آپ جھٹ پٹ سر اُٹھا کر جواب دینے لگا کہ صاحب آپ کی زبان بھی بعینہ ہمارے اُنہیں یاروں کی سی معلوم دیتی ہی جنکی نسبت ابھی پوچ جی نے دریافت فرمایا تھا جیسے وہ بات کرنیمیں بے لگام گھوڑے کیطرح اندھا دھند چلتے ہیں اور چلتے وقت کچھ آگا پیچھا نہیں دیکھتے ویسا ہی آپ ہی بلا روک ٹوک جو مُنہہ میں آتا ہے کہتے چلے جاتے ہیں اور پھر طرہ یہہ کہ ساتھ ہی ساتھ عقلمندیکا دعوی کرکے عقل بیچاریکو ناحق بدنام کرتے جاتے ہیں صاحب تم دونوں کی باتیں ایک ہی نوع کی ہیں جیسا تم کہتے ہو کہ عاقبت نہیں ہوگی ویسا ہی وہ کہتے ہیں کہ کل انگریزونکی عملداری نہیں رہیگی بتلاؤ کیا دلیل ہی کہ تمہاری مانوں اور اُنکی نہ مانوں۔ اگر تمہارے نزدیک خدا کا ہونا غیر ممکن ہی تو اُنکے نزدیک انگریزونکا رہنا کیوں غیر ممکن نہیں میری دانست میں دونوں کے دعوے لغو اور واہیات ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آج انگریزونکا اس ملک میں ہونا گویا بعینہ خدا کا ہونا ثابت کر رہا ہی آپ جانتے ہیں کہ یہہ لوگ دنیا کے شمال میں ایک چھوٹے سے جزیرے کے باشندے ہیں اور اگر خدائی پروردگار کا ہاتھ اُنکے سر پر نہ ہوتا تو یہہ اُن کالے کوسوں سے جہاز پر سوار ہو کر ہندوستان جیسے وسیع ملک کو قبضہ میں کیونکر کر سکتے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہندوستان جیسے محفوظ ملک میں جسکے چاروں طرف قدرتی مضبوط روک ٹوک ہیں تین طرف سمندر جسکا وار نہ پار اور شمال میں سر بفلک کشیدہ ہمالیہ پہاڑ کسی دشمن یا غنیم کا گذر کاہیکو ممکن تھا مگر انہیں پہاڑوں کے دروں کو کھولکر مسلمان آئے اور ہندوؤنکو جواب دیکر آپ ملک کے مالک بنے اور اُسی سمندر کو چیر کر انگریز آئے اور مسلمانوں سے چھین کر آپ قابض ہو بیٹھے اُنکا سامہنا نہ مسلمان کر سکے اور نہ مرہٹے نہ سکھ اور نہ پنڈاری باوجودیکہ وہ شمار میں اُنکا ایک حصہ بھی نہ تھے اور طرفہ یہہ کہ اسی ملک کے لوگونکو اپنے سپاہی بنا اپنا ساکوٹ پتلون اور انگریزی بوٹ پہنا کاندھوں پر [illegible] اُنہیں کے ہاتھ سے اُنکے بھائیونکو شکست دلوائی اُنکا کام صرف شیر اور بکریکو ایک گھاٹ پانی پلانا نہیں بلکہ شیروں سے شیرونکا شکار کروانا ہو۔ پس اِن محالات عقلی کا روبراہ لانا کیا کسی انسانی ہاتھ کا کام سمجھا جا سکتا ہی۔ نہیں۔ بلکہ محض اُسی زبردست اور قادر مطلق خدا کا جو ہر وقت حاضر اور ناظر ہمہ دان اور ہمہ توان ہی۔ باقی رہا عیسیٰ موسیٰ کی بات سو صاحب آپ تو بزرگ ہیں بہت زمانے کھا چکے اور دنیا کا بہت کچھ دیکھ بھال چکے ہیں اور میں آپ کے آگے ایک ناتجربہ کار لڑکا ہوں میرا آپ کے سامنے مُنہہ ہلانا بھی گستاخی میں داخل ہی مگر یہہ فرمائے کہ آپ کے لیئے ہم لوگونکو عیسیٰ موسیٰ کہکر یا مشن سکول کے تعلیم یافتہ سمجھکر ٹھٹھوں میں اُڑانا اور ہنسی ٹھٹھلی کرنا کیا مناسب ہی ہم نئی پشت کے بچونکو جنکو طنز کے رو سے آپ لوگ نئی اُمت کہا کرتے ہیں علوم جدیدہ کی شد و بود سے وہ معلومات حاصل ہیں جو آپ لوگوں نے کبھی دیکھیں نہ سنیں بلکہ بار بار کے سمجھانے سے بھی بدقت سمجھ میں آویں اور یہی سبب ہی کہ ایسے موقعوں پر ہمکو چار و ناچار بولنا پڑتا ہی ورنہ کیا مجال کہ میں آپ کے سامہنے گستاخانہ دم مارتا۔ عملوں کے نتیجے کی کہو تو اس سے ہر کوئی واقف ہی کہ جو جیسا بوئیگا ویسا کاٹیگا گیہونکو سیب کبھی نہیں لگینگے اور نہ ببول سے آم پھلینگے
؎ گندم از گندم بروید جو ز جو ۔ از مکافات عمل غافل مشو
پر اگر کوئی معتبر شخص آکے یہہ خبر سنادے کہ خدا بیشک رحمان اور رحیم ہی ہر وقت اپنے بندونکی بہتری چاہتا ہی اور اُنکے بد اعمال کی موافق بد سزا دینے میں خوش نہیں ہوتا بلکہ ترحم کرکے اُنکی خطا بخشدیگا بشرطیکہ وہ توبہ کریں اور اُسکے امر و نہی کو دل و جان سے بجا لاویں تو بتلاؤ کہ عقلمندونکے لیئے اُسکا پیغام ایک

کامل خوشخبری کے مژدہ سے کیا کم سمجھا جائیگا۔ یہاں تک سنکر وہ بوڑھا اُٹھ کھڑا ہوا اور بختیار کی پیٹھ پر تھاپا دیکر کہنے لگا واہ۔ بیٹے لڑکے تو خوب سیانا ہو۔ تیری کل کی تقریر جو تو نے اُن ہندوستانیوں کے ساتھ کی تھی وہ بھی حرف بحرف سنی تھی اور آج کی گفتگو نے تو پھر صاف ثابت کر دیا کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ حقیقت میں تیری باتیں آب زر سے لکھنے لائق ہیں مگر افسوس کہ میں اسوقت اور زیادہ نہیں سُن سکتا میرا کھانے کا وقت ہے اور میں گھر جاتا ہوں تو پھر کسی وقت ملینگے۔ بندگی بندگی۔

باقی آئندہ

بقیہ اہل اسلام کے اعتراضونکے جواب میں

اسیطرح ایک یہودی پیغمبر نے مسیح کی پیدایش کے سات سو برس پہلے لکھا ہے کہ اُسکا نام عجیب ہوگا بیشک وہ عجیب ہے جس میں یہہ دو ذاتیں ملتی ہیں۔

محمدی لوگ پوچھتے ہیں کہ اگر عیسیٰ کو اُتار یعنے مجسم خدا مانیں تو کرشن اور شودکالی کو بھی مانیں۔ کہ خدا مجسم ہیں۔ اس سوال کا جواب صاف ہے یعنے ایک سچا اور باقی جھوٹے ہیں ایک کا ذکر خدا کی کلام یعنے انجیل صحائف انبیا اور زبور میں ہے۔ اور دوسروں کا ذکر بندوں کی کتابوں میں ہے جو کسی دلیل سے خدا کا کلام ثابت نہیں ہوتیں۔

پھر پوچھتے ہیں کہ عیسیٰ نے کیوں یوحنا کے ہاتھ سے بپتسما پایا۔ جب عیسیٰ یوحنا کے پاس آیا تاکہ اُس سے بپتسما پاوے تو یوحنا نے اُسے منع کیا کہ میں تجھ سے بپتسما پانیکا محتاج ہوں۔ اور تو میرے پاس آیا ہے۔ عیسیٰ نے جواب میں اُسے کہا اب ہونے دے۔ کیونکہ ہمیں مناسب ہے کہ یوں ہی سب راستبازی پوری کریں۔ تب اُس نے ہونے دیا۔ پوشیدہ نہ رہے کہ عیسیٰ دنیا میں آیا تاکہ گنہگاروں کے بدلے میں ساری راستبازی کو پورا کرے اپنی جان ہمارے بدلے میں قربان دیوے۔ اور راستبازی پورا کرنے میں اُس نے خدا کے سارے حکموں کو جو آدم سے آگے دئے گئے تھے پورا کیا۔ اِس سبب سے وہ ہماری راستبازی اور ہمارا کفارہ اور ہماری نجات ہے۔

اعتراضات درباب کفارہ

ایجاث ضروری کے مصنف نے مسیح کے کفارہ پر بہت سے اعتراض کئے ہیں ہم اُن سب کا جواب مختصر طور پر دیتے ہیں۔

پہلا اعتراض اگر کفارہ صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ یہوداہ اسکریوطی مسیح کے پکڑوانے والے کو جزا خیر ملے اور نجات ابدی کو پہنچے۔

جواب اعمال جزا خیر کے لایق اُسوقت ہوتے ہیں کہ جب وہ نیک نیت سے ظہور میں آوے۔ اگر عامل کا بد اور فاسد ارادہ ہے تو کسطرح جزا خیر پائیگا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی بیمار کو زہر کھلائے اس ارادے سے کہ اُسکو بہلاکت پہنچائے اور وہ بیمار زہر کھانے سے از دست تندرست ہو جائے۔ تو وہ شخص شاید معترض کے نزدیک جزا خیر کے لایق ہوگا۔ ورنہ از روئے عقل و عدالت کے تو سزا کے قابل ہے۔ علاوہ اِسکے ہم اپنے دعوی کو ایک اور مثال سے ثابت کرینگے۔ مثلاً اگر کوئی بدمعاش بادشاہ کو مار ڈالے اور پیچھے اُسکا بیٹا تخت نشین ہو کر اپنے باپ کے قاتل کو اپنا وزیر بنائے تو کیا معترض صاحب کے نزدیک وزارت اِس قاتل کا حق ہے۔ اگر نہیں تو کبھی نہ فرمائیں کہ لازم آتا ہے کہ یہوداہ اسکریوطی کو جزا خیر ملے۔

دوسرا اعتراض یہہ عدل نہیں کہ گنہگار دنیا میں اچھی طرح گناہ کریں اور عاقبت کو بھی جنت میں داخل ہوں اور عوض اُن کے حضرت مسیح بیگناہ صلیب پر چڑھائے جائیں اور دوزخ میں بھی رہیں غرض یہہ ظلم ہے۔

جواب یہہ بات تو سچ ہے لیکن ذرا غور کیجئے کہ جو کوئی مسیح پر ایمان لائیگا وہ دنیا میں کس طرح گناہ اچھی طرح کریگا بلکہ اُسکو بالکل گناہ سے نفرت ہوگی۔ پھر اس بات پر ہمارا اعتقاد ہی نہیں کہ جو تمام عمر گناہ کرے اور گناہوں میں مرے وہ بہشت میں جائے۔ ہمارا عقیدہ تو یہہ ہے کہ جو کوئی گناہ سے توبہ کر کے مسیح پر ایمان لائے وہ نجات یعنے گناہوں سے خلاصی پائیگا۔ اور ہم اس بات کو بھی ہرگز نہیں مانتے کہ مسیح دوزخ میں رہا اور پھر اِسمیں کچھ ظلم نہیں۔ جیسا اُسنے کہا میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں کوئی اِسے مجھ سے نہیں لیتا ہے بلکہ میں آپ سے دیتا ہوں کہ مسیح ہمارے لئے سزا اُٹھائے۔ کیونکہ اُسنے خوشی سے ہمارے گناہوں کے بدلے جان دی اور دنیا میں یہہ بندوبست خدا کا ہے کہ ایک آدمی سے گناہ ظہور میں آوے اور دوسرا اُسکی تکلیف اُٹھاوے جیسے خدا کی کلام میں ہے کہ آدم نے گناہ کیا اور اُسکے فرزندوں نے تکلیفیں اُٹھائیں اور اُٹھاتے ہیں۔

تیسرا اعتراض اگر حضرت عیسیٰ اپنی خوشی سے کفارہ قبول کرتے تو صلیب پر کیوں پکار کر کہتے۔ کہ ایلی ایلی لما سبقتنی یعنے اے میرے خدا اے میرے خدا۔ تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا۔

جواب غضب الٰہی بھی ایک حصہ گناہ کی سزا کا ہے اور مسیح نے گناہ کی تمام سزا اُٹھائی پس وہ نہ اِسلئے ایلی ایلی پکارا کہ سزا اُٹھانے سے ناراض تھا بلکہ اِسلئے تاکہ سب لوگ جانیں کہ غضب الٰہی بھی اُسپر نازل ہوا۔ اگرچہ خدا مسیح سے خوش اور راضی تھا تو بھی اِن گناہوں کے

سبب جو ہمارے مسیح نے اُٹھائے خدا اُسکے ساتھ سختی سے پیش آیا۔

چوتھا اعتراض جب مسیح نے سب گناہ اُٹھالئے تو گویا وہ مجموعہ گناہوں کے ہوئے پس گنہگار آدمی اپنے گناہ سے عذاب ابدی میں رہیگا تو کیا حال ہو اُسکا جس نے سب کے گناہ اُٹھائے۔

جواب گناہ اُٹھانے کے یہہ معنے نہیں ہیں کہ انسان گناہ سے پلید ہو جاتا ہے۔ لیکن یہہ گناہ کی سزا اُٹھانا ہے جیسے کہ احبار کے ۲۴ باب ۱۵ آیت اور ۵ باب ۱ آیت اور ۲۴ باب ۱۵ آیت کہ جو کوئی کسی طرح کے گناہ کریگے وہ اپنے اپنے گناہوں کو اُٹھاوینگے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے صرف ہمارے گناہوں کی سزا اُٹھائی بیشک مسیح نے بہت بھاری بوجھ اُٹھایا ہے۔ لیکن سمجھنا چاہئے کہ خداوند یسوع الوہیت رکھتا تھا۔ لیکن یہہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ اُس نے اِتنی تکلیف اُٹھائی جتنی سب گنہگاروں کا حق ہے۔ اور خدا اِس لئے سزا نہیں دیتا کہ وہ گنہگاروں کی تکلیف سے خوش ہوتا ہے۔ بلکہ قانون اور حکومت کے قایم رکھنے کے لئے سزا دیتا ہے۔ پس اُس نے مسیح کو اِتنی سزا دی جتنی درکار تھی نہ زیادہ مگر انسان کو معلوم نہیں کہ کتنی تھی لیکن اِتنا تو معلوم ہے کہ اُسکا درجہ نہایت بلند تھا۔ پس اِسکی تکلیف بھی نہایت قیمتی تھی۔

پانچواں اعتراض بتقدیر تسلیم کفارہ انبیا جو پہلے مسیح کے گذرے ہیں لازم آتا ہے۔ کہ کفارے کے ساتھ دوزخ میں رہے ہوں کیونکہ تب تک کفارہ نہ ہوا تھا۔

جواب عہد عتیق سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی آنیوالے مسیح پر اعتقاد بلکہ ایمان رکھتے تھے اور خدا کے نزدیک زمانہ ماضی۔ حال۔ اور مستقبل سب ایک ہے۔ باقی آیندہ

اظہار حق

روتے کیوں ہو جی صورت ہی رونی ہے

مثل مشہور ہے کہ کسینے کسی سے پوچھا تھا کہ روتے کیوں ہو دوسرے نے پاس سے جواب دیا کہ یہہ روتے نہیں اُنکی صورت ہی ایسی ہے سو آجکل یہہ ہی مثال ٹھیک ٹھیک ہمارے ہندوستانی سفید پوشوں پر صادق آتی ہے اور فی الحال آیہی ہے یعنے جس وقت انہوں نے خیر مقدم جناب حضور شہزادہ صاحب پرنس آف ویلس بہادر ولیعہد ہند و انگلنڈ کی سُنی تھی تو بذریعہ اخبارات بہت کچھ رونا رویا اور طرح طرح کے خیالات نسبت تشریف آوری شہزادہ صاحب ممدوح دوڑانے کسینے اُنکے عزم کو نحس ٹھہرایا اور یہہ لکھا کہ شہزادہ صاحب کی پیشوائی کیواسطے ساکنان شہر لاہور و امرتسر و دہلی و الہ آباد وغیرہ جنگلوں میں آباد ہیں اور دہلی والے چار چار بانس اور سکھیاں لیکر شہر سے نکلکر پیشوائی کے لئے طیار رہیں کسینے لکھا کہ جب ہندوستان کی آتش نے سنا کہ شہزادہ صاحب ہندوستان میں آوینگے تو خود آتشباز بنکر بہت شہروں میں آتشبازی چھوڑی اور پشاور میں تو اِس آتشبازی کی قدیم کو یادگار رہیگی اور اسیطرح بارش باران نے آتش سے رشک کھا اپنی ہی خیرخواہی جتائی اور اپنی خبریں انگلستان میں پہنچائیں کسینے لکھا کہ شہزادہ صاحب بہت قرضدار ہیں ہندوستان کے رئیسوں سے روپیہ بطور نذر کے لیجاوینگے اور اس سے قرضہ اُتارینگے یہہ تو اُن سفید پوشوں کا ذکر ہوا جنکے ہاتھ میں قلم اور اخبار والوں سے کچھ ربط ضبط رکھتے ہیں اب اُنکا حال سنو کہ جو قلم سے کچھ نہیں کرسکتے محض عقل کے اندھے مجلسوں میں بیٹھ اِدھر اُدھر کی ہانکتے ہیں اور خود کو لال بجھکڑ سمجھتے ہیں اور یہہ کہتے ہیں کہ ہمچو ما دیگرے نیست ہمچو ما دیگرے نیست۔ کہ شہزادہ صاحب کا آنا کچھ خالی علت تو نہیں ہے ہندوستان میں آئینگے رئیسوں کی چال ڈھال کو دیکھینگے پھر ولایت میں جاکر لکھہ بھیجینگے کہ تمام رئیسوں کی ریاستیں ضبط سرکار سے نان نفقہ ملیگا۔ دوسرے تائید میں بولتے ہیں۔ کہ ہاں صاحب آپکے دھان قند بجا آپنے درست فرمایا یوں بھلا خواہ مخواہ اتنا سفر کون کرتا ہے لالچ بوری بلا ہے آپنے فرمایا کہ ولایت میں جاکر لکھہ بھیجینگے نہیں بلکہ یہہ جو دہلی میں بڑا دربار ہوگا اور تمام فوجیں جمع ہونگی سارے رئیس بولائے گئے ہیں اگر راجہ یوں نہیں مانیگے تو فوجیں موجود ہیں یہہ معاملہ دہلی ہی میں ہونیوالا ہے تیسرے صاحب فرماتے ہیں کہ واہ جی یہہ تو لاٹھ صاحب نے جو دربار سال حال میں بمقام دہلی کیا تھا اور راجہ بولائے تھے مطلب یہہ ہی تھا مگر لاٹھ صاحب کو اتنا اختیار نہیں ہے جو ساری ریاستیں ضبط کرلیں کیونکہ ایک ریاست بڑودہ کی بھی بلا حکم ولایت سے آنکے ضبط نہ کرسکے ضرور یہہ کام شہزادہ صاحب ہی کرینگے اُنہیں کا مال اُنہیں کا ملک یہہ رئیس جتنے سامان اور طیاریاں کرتے ہیں اپنے آپ کو لھاڑا مارتے ہیں غرضیکہ جہاں تک رونا تھا رو۔ ایسے ہی ایسے خیالات کی تردید میں گورنمنٹ ہند نے ایک سرکلر بھی جاری کیا اور اُسمیں تفصیلاً حال لین دین تحفہ تحایف و باعث تشریف آوری شہزادہ صاحب موصوف جتلا دیا مگر یہہ ہندی اپنے خیالات کے روبرو دوسرے کو کب آنے دیتے ہیں۔

اِن لوگونکو علم تواریخ پر بھی کچھ خیال نہیں اگر خیال ہوتا

تو نہایت ہی خوش ہوتے کہ ہمارا بادشاہ آتا ہی ہماری خوش قسمتی ہی۔

دیکھو جب زمانہ سابق میں کوئی بادشاہ یہاں آتا تھا رعایا کو کیا کیا مصیبتیں اُٹھانی پڑتی تھیں لاکھوں جانیں تلف ہوتی تھیں کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب لوٹ کھسوٹ کر لیجاتے تھے۔ خیر وہ زمانہ گیا ابھی دیکھو کہ ادنیٰ درجہ کا رئیس جب کبھی دورہ کو اُٹھتا ہی دورا کیا ہوتا ہی رعایا کی کھیتی اور مال پر ہیضہ کیسی وبا آجاتی ہی اور جبراً نذریں لینا یہہ تو ایک دستور عام اور نسلاً بعد نسلاً چلا آتا ہی اُسوقت بھی کوئی ہندوستانی صاحب کچھ بولتے ہیں نہیں کیوں بولیں وہ تو اپنے گھر کا آدمی ہی جو کچھ کرے وہ بھی مصلحت سے خالی نہیں جانتے۔ اگر سرکار واسطے رفاہ عام کے لئے بلکہ اُنہیں کے لئے کچھ چندہ کا نام بھی لیتی ہی تو کہتے ہیں کہ ہائے لٹ گئے ہائے لٹ گئے۔

جب ہم اُنکا رونا دیکھتے ہیں تو ایک صورت سے اُنکا رونا بھی درست معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ کتنے کو بجلی نے مارا تھا کتنے آگ کو دیکھکر آجتک ڈرتے ہیں کیونکہ پچھلے بادشاہ ہمیشہ اُنپر ظلم کرتے آئیں انہوں نے آجتک اپنا بادشاہ عادل و انصاف پسند دیکھا نہیں رو دیں نہ تو اور کیا کریں اصل پوچھو تو رونا اُنکی ایک عادت جبلی میں داخل ہی۔

سرکار اپنے عہد کے موافق انکو معزز عہدہ بھی دیتی ہی مگر عہدہ پاکر فرعون بے سامان بنجاتے ہیں غریبوں پر ظلم کرنا حکومت کا ایک جز سمجھتے ہیں ہزاروں ہندوستانی آج معزز عہدہ و نہر ممتاز ہیں پر دیکھو تو اُنکا یہہ ہی حال ہی کہ اس سلطنت میں ہم تباہ ہو گئے۔ شاید اسکی وجہ یہہ ہو کہ پہلے خوب اچھی طرح جو چاہتے تھے کرتے کوئی اُنکے کئے پر دست اندازی نہیں کر سکتا تھا اور اب بخوف گورنمنٹ اپنا دلی منشا پورا نہیں کر سکتے ہیں یا کوئی اور وجہ ہو اُسکی حقیقت ہمکو اچھی طرح معلوم نہیں۔

یہاں برعکس اسکے غریبوں کی پرورش کی جاتی ہی۔ دیکھو جس روز شہزادہ صاحب موصوف جہاز سے اُترے چھ ہزار روپیہ لگا کر غریبوں کی دعوت کی گئی۔ کبھی کسی بادشاہ نے ہندوستان میں آکر ایسا کیا غور کرنا چاہئے کہ ایسے غریب پرور شہزادہ کا آنا موجب خوش نصیبی اہالیان ہند کے ہی خوش ہونا چاہیے۔ شہزادہ صاحب نے صرف سیر و سیاحت و ملاقات راجگان و مہاراجگان و رئیسان ہند کے واسطے ہند میں قدم رنجہ فرمایا ہی اور کوئی سبب نہیں ہی ایسے ایسے خیالات دوڑانا سراسر نادانی اور جہل مرکب سے متعلق ہیں فقط۔ عبد اللطیف

منقولات

بقیہ درس در باب تثلیث

چہارم ہندوؤں کی کتابیں تثلیث کی تعلیم کی نسبت کیا کہتی ہیں۔

لیکن چونکہ ہمارا ارادہ یہاں اہل ہنود کی اصل و آرائش کی پوری تواریخ کے بیان کرنیکا نہیں ہی پر صرف اُنکے اصل کو دکھلا کے اپنے مطلب کو مختصر بیان کرتا ہی اسلئے سامعین کو اس مابعد کے مضمون پر اکتفا کرنا ضرور رہی۔ پوشیدہ نرہے کہ طوفان نوح کے بعد جب لوگ کثرت سے زمین پر پھیل گئے تب وہ پھیلنے کے ساتھ ہی بت پرستی میں بھی مبتلا ہوگئے اور ایسا گمان ہوتا ہی کہ اُنہوں نے پہلے اجرام فلکی کی روشن ہستیوں کو اپنا معبود بنایا لیکن جب اُنکا مطلب اُنسے بھی نہ برآیا تب اُنہوں نے اُنکے شمار کو اربع عناصر یعنے۔ پرتھوی۔ اپ۔ تیج۔ وایو۔ اور آکاش کو اپنا معبود مانکر اور بھی زیادہ کر دیا۔ اسکے بعد جیسا کہ ویدوں اور شاستروں کے وسیلے سے جانا جاتا ہی وہ اپنی نجات کے لئے برہمہ کو ترے مورتی میں پوجنے لگے اور بعد اُسکے اوتاروں میں اُسکی وحدت کو مانکے اُسکے مقر ہوئے بلکہ اُسکی وحدت میں کثرت کے بھی قایل ہوئے۔ چنانچہ وید کے مضمون کے موافق وہ اسبات کے آجتک قایل ہیں کہ خدائے واحد نے اپنے کو تین صفت پر اس عالم پر نمودار کیا ہی یعنے پہلی صفت برہما کے نام سے جو اصل اصول اور سبکا بانی ہی اور دوسری صفت میں وشنو کے نام سے جو سب چیزوں کا نگہبان ہی اور تیسری صفت میں شو کے نام جو سب چیزوں کا مبدل و مخرب ہی جیسا کہ اُپنی شد سے جو وید کا خلاصہ ہی ظاہر ہی۔ اور اسی کتاب میں ہندوؤں کی تثلیث کی بابت اُسطرح پر لکھا ہی کہ برہما و وشنو اور شو وہی ذات وحدت ہی اور یہہ پوچھنا بیوقوفی ہی کہ کون ان تینوں میں سے جو ایک ہیں بڑا اور اعلے ہی۔ اسکے سوا ذات الٰہی کی نسبت ثلاثہ کا اشارہ اہل تبت اور اہل مصر کے قدیم مذہبوں میں بھی پایا جاتا ہی یہاں تک کہ اسبات کے لئے مصر کا اہرمان ایک مستحکم گواہ ہی جسکے اندر کی چیزوں کے حساب لگانے سے توریت اور انجیل کی تعلیم تثلیث گویا ایک گونہ حل ہو جاتی ہی پس یہہ بات ظاہر و روشن ہی کہ تعلیم مذکور جیسے ہندو ترے مورتی کہتے ہیں ذات الٰہی کی تثلیث کی تقلید ہی جسکا توریت میں اشارہ اور انجیل میں صریح بیان ہوا ہی اور اس تعلیم کی خبر یا تو انکو نوح یا ابراہیم یا موسیٰ وغیرہ سے پہنچی یا وہ بیشین گوئی جو موسیٰ کی اول کتاب میں ملتی ہی اُنہیں سرکی ہو کر چلی آئی ہی یعنے میں تیری اور عورت کی اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان

دشمنی ڈالونگا وہ تیرے سر کو کچلیگی اور تو اُسکی ایڑی کو کاٹیگا۔ اب اس وعدہ میں قدما کا بھی گمان تھا کہ خدا خود اُتار لیکے یہہ کام کریگا اور اسلئے کہ یہہ عمدہ شرتی اُنکے درمیان سے گم نہو جائے یہہ بھاگوت جہاں پران کے بارہ اسکندھ کے دوسرے ادھیاکے اٹھارھویں بیس شلوکوں میں یوں قلم بند کی گئی کہ سمبل گانو کے بیچ میں برہمن کے گھر میں کلکی بھگوان پرگٹ ہووینگے اور سادھوؤں کی رکھشا کر کے شریروں کو نیست کرینگے وغیرہ۔

اب ای صاحبو اگرچہ ہمیں اس شلوک کے مضمون کو لانیکی کچھ ضرورت نہیں ہے تو بھی ہماری غرض اس سے صرف یہی ہے کہ اگرچہ اہل ہنود نادانی سے بتوں کے پرستار ہیں تو بھی وہ ایک فوق العادت اُتار کی جسمیں کہ بچانے کی طاقت ہو انتظاری کرتے ہیں اور وہ یہہ کہتے ہیں کہ وہ اُتار جو ہوویگا سو ساکچھات ایشور کا ہوویگا۔ پس ظاہر ہے کہ اصل ذاتِ الٰہی اُنکے یہاں بھی توحید فی التثلیث یا تثلیث فی التوحید پر موقوف ہے وبس۔

پنجم۔ قرآن تعلیم تثلیث کی نسبت کیا اظہار کرتا ہے۔

ای صاحبو اگرچہ محمد صاحب نے تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کی تعلیم کو چھپانے اور اُس پر پردہ ڈالنے میں بڑی کوشش کی ہے لیکن جب اسبات پر بخوبی لحاظ کیا جاتا ہے تو اُنکی ساری کوششیں بے سود معلوم ہوتی ہیں۔ ہاں جیسا کہ کوئی شخص آفتاب پر خاک اُڑانے سے اُسکی روشنی کو بند نہیں کر سکتا ویسا ہی اس تعلیم کا بھی بند کرنا ناممکن ہے اب سورہ نساء کے چھٹے پارہ کی ایک سو اُنہتر اور ایک سو ستر آیتوں میں یوں آیا ہے کہ ای کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر بات تحقیق مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا رسول ہے اللہ کا اور اُسکا کلام جو ڈالدیا مریم کی طرف اور روح ہے اُسکے یہاں کی سو مانو اللہ کو اور اُسکے رسولوں کو اور مت بتاؤ اُسکو تین یہہ بات چھوڑو کہ بھلا ہو تمہارا اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے اُس لایق نہیں کہ اُسکی اولاد ہو اُسی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور اللہ بس ہے کام بنانیوالا۔ مسیح ہرگز برا نہ مانے اس سے کہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ فرشتے نزدیک والے۔ ان آیتوں میں محمد صاحب قبول کرتے ہیں کہ عیسیٰ مریم کا بیٹا فقط نبی ہی نہ تھا بلکہ اللہ کا کلام اور اُسکے یہاں کی روح تھا۔ اور یہہ بھی مان لیتے اور اقرار کرتے ہیں کہ وہ موجود تھا اس سے پیشتر کہ مریم کی طرف بھیجا گیا اب اگر اس کل کیفیت قرآنی پر بخوبی لحاظ کیا جائے تو اُسکی علت غائی یہہ نکلتی ہے کہ مسیح کی نسبت یہہ کل باتیں محالِ مطلق ہوتیں اگر وہ فقط انسان ہی ہوتا۔ ہاں وہ کونسا انسان ہے کہ جسکی بابت کوئی یہہ کہہ سکتا ہے کہ یہہ اللہ کے یہاں کی روح ہے۔

باقی آیندہ

رفع شکایت ریل

سرکاری کاغذات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ سرکار نے ریلوے کے مسافروں کی اسایش کیواسطے انتظام کر کے سرکلر مندرجہ ذیل شایع فرمایا ہے چونکہ اس سرکلر کا مضمون طول طویل ہے بباعث قلت جگہہ کے بہ تسلسل اخبار میں درج کیا جاویگا ناظرین غور سے مطالعہ فرماویں کہ ہماری سرکار انگلشیہ ہندوستانیوں کیواسطے کسقدر کوشش کر رہی ہے اور وہ سرکلر یہہ ہے۔

۱۔ مسافران ریلوے کی زیادہ آسایش کے واسطے مختلف اوقات پر رائے ظاہر کی گئی ہے اور گورنمنٹ ہند بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ جس زمانہ سے اس ملک میں ریلوے قایم ہوئی ہے اُسوقت سے اس باب میں ریلوے کمپنیوں نے خاص اپنی طبیعت سے بھی اور نیز اور لوگوں کے اشارہ سے بہت کچھ کیا ہے پس اس معاملہ کی جانب جو اب توجہ مائل کی جاتی ہے وہ کچھ مایوسی کے ساتھ نہیں ہے بلکہ صرف اس خیال سے مائل کی جاتی ہے کہ اب بھی اکثر باتیں ایسی ہیں جنپر توجہ درکار ہے اور بہت سے سرکاری عہدہ داروں کی رائے سے جنکو ہندوستانیوں کے خیالات دریافت کرنیکا عمدہ موقع حاصل ہے اس رائے کی تصدیق ہوئی ہے

۲۔ جو غرض گورنمنٹ عالیہ کی لوگوں کی عام بہبودی اور آمد و رفت اور روانگی کے زیادہ تر آسان طریقوں اور تجارت کی ترقی سے ہے اُس سے قطع نظر گورنمنٹ موصوف کو اس نظر سے بھی کہ وہ حصہ داروں کو ایک اعلیٰ شرح پر حصہ دلانے کی ذمہ دار ہے ریلوے کی کامیابی میں بلحاظ محاصل کے سبب سے زیادہ سروکار ہے اور جب تک ریل کی لینوں پر بہ نسبت حال کے وہ سود جنکی ذمہ داری کی گئی ہے زیادہ حاصل نہو اُسوقت تک گورنمنٹ کو اُن لینوں پر جنپر پانچ روپیہ فیصدی منافع حاصل نہو در حقیقت ہر ایک قسم کا وہ زاید خرچ برداشت کرنا پڑیگا جو مسافروں کی آسایش کا زیادہ بندوبست کرنے سے عائد ہوگا۔

۳۔ پس صاف ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کسی ایسی بات کو تجویز نہیں کر سکتی جو غالباً ہمیشہ کے واسطے آمدنی منافع کے حق میں مضر ہو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جن تدبیروں میں ابتداً روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے اور جنمیں کوئی منافع کی صورت نظر نہیں آتی اُنہیں رفتہ رفتہ کامیابی حاصل ہوتی ہے

باقی آیندہ

اخبارات مُلکی وولایتی

لاہور ہمارے کارسپانڈنٹ صاحب لاہور سے تحریر فرماتے ہیں کہ ۸۔ ماہ حال کو شام کے وقت ساڑھے سات بجے پادری ڈبلیو ہوپر صاحب نے رنگ محل میں ایک لکچر انگریزی زبان میں دیا۔ مضمون لکچر گناہ تھا۔ تو پہلے پادری صاحب نے قدیم زمانہ کے بڑے بڑے حکیموں کے خیالات بتلائے۔ کہ وہ گناہ کو اسطرح سمجھتے تھے۔ اور پھر مقابلہ میں دکھلایا۔ کہ انجیل گناہ کی بابت کیا کہتی ہے۔ مضمون فلاسفہ طور پر لکھا تھا۔ دلایل بھی عمیق وعمدہ تھے۔ پر افسوس لوگوں پر۔ کہ ادھر تو پادری صاحب لکچر جو اُنہوں نے محنت اور تکلیف اُٹھا کے تیار کیا ہوگا۔ سنا رہے ہیں۔ اُدھر لوگوں میں کچھ شور وغل ہوتا ہے۔ پر یہہ لوگ معلوم ہوتا ہے وہی تھے۔ جو صرف باجا سننے کے لئے آئے تھے۔ نہ کہ لکچر سے کچھ فائدہ اُٹھانے کے لئے۔ کیونکہ یہہ تو عام لوگوں کی خصوصاً پنجابیوں کی عادت ہی ہے۔ کہ جہاں کوئی نئی چیز یا تماشا ہو۔ کیا بوڑھے کیا لڑکے سب اُسیطرف بھاگ کے جاوینگے۔ پر اگر کہیں کوئی بڑا عالم شخص کوئی تقریر کرتا ہو۔ خواہ علمی۔ خواہ دینی۔ تو کوئی شخص اُسکی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔ خدا وہ وقت جلد لاوے۔ کہ ہماری پنجاب کے عام لوگ بھی شایستگی سیکھ جاویں شایستگی کا تخم تو بویا گیا اُمید کہ جلد پھلیگا۔

شرابیونکو ہدایت

اخبار لوح محفوظ میں لکھا ہے کہ کپتان پائی صاحب منیجر راجپوتانہ سٹیٹ ریلوے نے یہہ اشتہار جاری کیا ہے کہ ہمکو اطلاع ہوئی ہے کہ اُن اشخاص میں سے جو لین پر نوکر ہیں اکثر مے نوشی کے عادی ہیں اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ شرابی آدمی محکمہ ریلوے اور اپنے ملک کے لئے بیعزتی کا باعث ہیں گورنمنٹ کا یہہ منشا نہیں ہے کہ ایسے اشخاص اپنی خدمات پر برقرار رہیں جو اشخاص ریلوے کے نوکر ہیں اُنکو صرف یہی فرض نہیں ہے کہ جس وقت کام پر ہوں اُسیوقت سنجیدہ رہیں بلکہ یہہ بھی ضروریات سے ہے کہ وہ اپنے مکانوں اور دفتر کے کمروں میں بھی نہایت سنجیدگی کے ساتھ رہیں ہمارا قطعی ارادہ ہے کہ ریل کے دفتروں کی ترتیب اور سنجیدگی قائم رکھیں جس کسیکو یہہ شرطیں منظور نہ ہوں اُسکو نوکری چھوڑ دینگا اختیار ہے ہر ایک فورمن اور عموماً ہر ایک شخص سے جو نیکی کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہے ہم یہہ درخواست کرتے ہیں کہ مے نوشی کے دور کرنے اور تہذیب کے بڑھانے میں کوشش کرے اور اپنے بھائیوں کو اس عادت بد سے بچائے تمام سپرنٹنڈنٹوں سے یہہ درخواست ہے کہ اس یادداشت کی ایک ایک نقل ہر ایک فورمن اور ڈرائیور اور انگریز کاریگر اور گارڈ کو جو اُنکے محکمے میں ملازم ہوں دیجائے۔

بمبی اخبار پانیر مظہر ہے کہ جناب پرنس آف ویلس صاحب بہادر ۸۔ تاریخ نومبر کو ۳ بجے دن کے داخل بمبی ہوئے بندرگاہ پر روسا، ووالیان مُلک وعہدہ داران سرکاری کا اسقدر ہجوم تھا کہ باری گارڈ والوں کو چلنے میں بڑی دقت ہوتی تھی۔

خبر تار برقی سے معلوم ہوا کہ وقت رونق افروزی حضور محتشم الیہ کی ہر ایک چھاونی سے اس تقریب میں سلامی سر ہوئی کہ جناب ولیعہد بہادر شہزادہ عالم وعالمیان نے سرزمین ہند میں نزول اجلال فرمایا رونق افروزی کے وقت حضور منعم الیہ کے بشرہ سے آثار خوشی وانبساط کے نمایاں اور چہرہ مبارک سے خوشنودی کے نشان عیاں تھے۔

سچ ہے کہ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات شہزادہ صاحب ممدوح کے حالات جو صاحب وکیل ہندوستان نے اپنی نامی وگرامی اخبار میں درج فرمائے ہیں اُنکے دیکھنے سے خوب معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ صاحب خوش باش آدمی ہیں اور اپنی رعیت ہندوستان پر ابھی سے مہربان پائے جاتے ہیں اسواسطے اُنکے چہرہ سے خوشنودی کے نشان عیاں تھے کہ آج میں بخیر وعافیت سفر بحری طے کر ہندوستان میں داخل ہوا ہوں۔

ایجاد ملک پیرس اس ملک کے لوگوں نے یہہ تجویز کی ہے کہ روشنی جو بجلی سے پیدا کی جاتی ہے اُس سے جنگ وجدال میں کام لیا جاوے اُنہوں نے ایک آلہ اس کام کا بنایا اور اُسکا تجربہ برلن کے شہر میں ایک انبوہ کثیر فسران فوج بحری اور بری کے سامھنے ہوا اُس روشنی میں اسقدر تیزی ہوتی ہے کہ اسمیں معمولی تحریر کو ایک میل کے فاصلہ پر سے پڑھ سکتے ہیں۔

بت لارڈ میو صاحب کی سنگین تصویر کلکتہ میں آئی ہے اور بہت جلد ایک چبوترہ بناکر اُسپر رکھدی جائیگی جب شہزادہ صاحب بہادر کلکتہ میں رونق افروز ہونگے تو کھولی جاویگی۔

مدراس پرنس آف ویلس صاحب بہادر کی ضیافت کے لئے چندہ فراہم کرنا مقرر ہوا ہے سوسائٹی کا ارادہ ہے کہ شہزادہ ممدوح کے مدراسمیں تشریف لانیکی تاریخ سے روانگی کی تاریخ تک تمامی غربا کو کھانا کھلایا جاوے

قاہرہ ایک تار برقی سے معلوم ہوا کہ مصر کی فوج حبش میں داخل ہوگئی اور شاہ حبش کی فوج مزاحمت پس ہوگئی۔

شنہ میں جب سرکار انگریزی نے حملہ کیا تھا تب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

لنڈن کا تار خبر دیتا ہے کہ جو سلطنت ٹرکی نے انتظام ملکی کے اصلاح کے باب میں سلطنت یورپ سے وعدے کئے تھے اب انہیں بے اعتباری پائی گئی۔

اب یورپ والی سلطنتوں کو لازم ہے کہ ٹرکی کی نسبت کوئی ایسی عمدہ تدبیر کریں جس سے انکو اُس پر مستحکم بھروسہ ہو اور جو خراب حالت آجکل ٹرکی میں عیسائیوں کی ہو رہی ہے اسکا بھی بندوبست کیا جاوے اُسی تار خبر سے یہہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ٹرکی کی رعایا نے ملک سرویا میں دست اندازی کی ہے اور بعض مقامات کو لوٹ بھی لیا ہے۔

بیوہ نے خودکشی کی سفیر مدراس میں لکھا ہے کہ بنگالہ میں ۱۴ اکتوبر کو ایک لڑکی کم سن جسکا شوہر دفعتاً مر گیا اُسنے اپنے آپکو ہلاک کر ڈالا۔ لڑکی کی عمر ۱۴ سال کی تھی نوشت و خواند میں مہارت کامل رکھتی تھی اُسنے وقت خودکشی کے ایک خط لکھکر رکھ چھوڑا جسکا مضمون یہہ تھا کہ دنیا میں میں ضلالت کے ساتھ نہیں رہ سکتی ہوں مذہب ہنود بالکل خراب ہے چونکہ نکاح ثانی سے لعن وطعن و مطعون خلایق ہے اسلئے میں خودکشی کرتی ہوں۔ اے میری والدہ اور چچی تم دونو کو اللہ کے حوالے کرتی ہوں

افسوس کہ اہل ہنود کیا بلکہ اہل اسلام بھی جو شرفا کے زمرہ میں داخل ہیں اپنی بہو بیٹی کا نکاح ثانی کرنا ایک ہتک کا کام تصور کرتے ہیں اور اپنا نکاح ثانی کرنے میں نہایت کوشش و سعی کرتے ہیں اتنا نہیں سمجھتے کہ جیسا دل ہمارا ہے ویسا ہی انکا بھی ہے۔

کاش اگر اہل ہنود و اہل اسلام اس رسم قبیح کو چھوڑ نکاح ثانی بیوہ گان میں ساعی ہوں تو تمام ہندوستانی رانڈیں انکو دعاء خیر دیں۔

خزانہ میں چوری شمس الاخبار میں لکھا ہے کہ درگا پوجا کی تعطیلوں میں جو خزانہ سرکاری مراد میں ہے اُسکا قفل چوروں نے توڑا اور اُسمیں سے آٹھ سو روپیہ نکال لیا۔

تعجب کہ خزانہ سرکاری کا پہرہ اُسوقت کہاں گیا تھا جو چوروں نے قفل توڑا آٹھ سو روپیہ نکال لیا۔ اگر چور ہوتے تو آٹھ سو روپیہ پر قناعت نکرتے اسمیں کچھ بھید سب کا ہیچ ہوگا ورنہ چور روپیہ باقی چھوڑکر نہیں جاتے مگر خیر ہوئی کہ اتنا ہی کم ہوا۔

تماشے میں تماشا ہفتہ گذشتہ کی رات کو حضور گورنر مدراس تماشا گھر میں تماشا دیکھ رہے تھے کہ یکایک مٹی کے تیل کی لوسے ایک پردے میں آگ لگ گئی۔ سب سے پہلے حضور گورنر نے اُسکو دیکھا اور دیکھتے ہی اپنے ایک ایڈیکانگ کو حکم دیا کہ اس آگ کو جلد بجھاؤ۔ اُسنے فوراً جاکر آگ بجھادی۔ بڑی خیر ہوئی ورنہ آگ زیادہ مشتعل ہوتی اور تماشا والوں کا بڑا نقصان ہوتا۔

نیویارک ۲۴ اکتوبر کا تار خبر دیتا ہے کہ شہر درجنا واقع ملک امریکہ کو دفعتاً آگ لگ گئی اور نصف شہر جلکر خاک سیاہ ہو گیا۔ دس ہزار آدمی اس آتش زدگی سے ویران و پریشان ہو گئے۔

قوقند خدایار خان کا بڑا بیٹا مسمی نصیرالدین جو فی الحال تخت پر بیٹھا تھا باشندگان قوقند نے انکو تخت سے اُتار دیا ہے۔

چین دس ہزار سپاہی واسطے جنگ کرنے امیر کاشغر سے روانہ ہوئے اور اُسیقدر رفتار موسا کو روانہ کئے گئے۔ مگر جو فوج کاشغر کیطرف روانہ ہوئی ہے وہ راستہ میں آپس میں فساد پر آمادہ ہوئی اور اپنے افسر سے یہہ کہا کہ ہم کاشغریوں سے مقابلہ نہیں کرینگے کیونکہ کاشغری لوگ بڑے جوانمرد اور جری ہیں۔

جواں مردی اور دلیری فوج کی ہو تو ایسی ہو۔

لودیانہ

ہفتہ حال میں کچھ تپ کی چھیڑ چھاڑ رہی مگر یہہ تپ مہلک نہیں تھی صرف تبدیل موسم کے باعث یہہ شکایت سُننے میں آئی۔ اس ہفتہ میں کئی پلٹنیں مختلف چھاؤنیوں سے بروانگی دہلی یہاں مقیم رہیں جنکے باعث شہر میں بڑی رونق رہی اور دوکان داروں کی خوب بکری ہوئی

خبر ہے کہ جناب صاحب کمشنر بہادر انبالہ سے برائے انفصال مقدمات باجلاس سشن آج یہاں رونق افروز ہونگے اور تفویض شدہ مقدمات کو طے فرماوینگے

سنا ہے کہ جو جلسہ ہفتہ گذشتہ میں مالیر کوٹلہ میں گدی نشینی نواب محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر کے ہوا اُسمیں اہلکاران نواب کا عمدہ اہتمام رہا اور یورپین صاحبان کی دعوت بھی بڑی دھوم دھام سے ہوئی تمام شہر میں روشنی کی گئی معلوم ہوتا ہے کہ بالفعل ریاست میں اہلکار صاحب شعور ہیں جو خلعت باہر کے رئیسوں کو دی گئی اچھی دی گئی

ہمنے یہہ بھی سنا ہے کہ ایک خانصاحب نے نذر پیش نہیں کی تھی صاحب کمشنر بہادر کو اطلاع ہوئی اُنہوں نے ہدایت فرمائی مگر پھر بھی اینٹھے رہے جبر قدرے جرمانہ دیکر ہوش میں آئے

معلوم نہیں کہ سرکار کی حکم عدولی کرکے کیا نفع پاتے ہیں اور اُسمیں کیا مصلحت سمجھتے ہیں۔

اکثر ہمنے سنا ہے کہ جب کسی ریاست میں رئیس کو سرکار کی طرف سے خطاب ملتا ہے یا اور کوئی خوشی کا باعث ہوتا ہے تو چھوٹے درجہ کے رئیس اُنکو دیکھکر جلا کرتے ہیں اور اُنکی

مطبع امریکن مشن لودیانہ میں باہتمام پادری ویری صاحب کے چھپا